Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۲-۷۷ | منگل ۲۹، رجب ۱۴۱۲ھ، ۴ تبلیغ ۱۳۷۱ہش، ۴ فروری ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۹

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع اور درخواست دعا

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن نے ۲۔فروری کو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں جو اطلاع بھجوائی ہے وہ درج ذیل ہے:

مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں سینٹ جارجز ہاسپٹل کے ڈاکٹروں سے رابطہ کے بعد جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق حضرت بیگم صاحبہ کی طبیعت آپریشن کے بعد بہتری کی طرف مائل ہے۔ بخار بھی نہیں ہے۔ گذشتہ دنوں میں جو مزید ٹیسٹ ہوئے ہیں ان کے نتائج آنے پر صورتحال مزید واضح ہو گی۔

احباب سے درخواست ہے کہ اپنی پُرخلوص دردمندانہ دعاؤں میں حضرت بیگم صاحبہ کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد کامل شفاء عطا فرمائے اور اپنے فضل سے صحت و عافیت والی لمبی زندگی سے نوازے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان تجارب کے ذریعہ سے بھول رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں کی معرفت کا ہونا یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ وہی معرفت دے تو پتہ لگتا ہے۔ دُعا بہت کرے۔ دُعا کے سوا چارہ نہیں۔ ہاں یہ اُمر ضروری ہے کہ استغناء نہ کرے کہ نیک اور بد کو ایک جیسا جان لیوے اور کہے کہ جیسے بُرے درخت ہوتے ہیں ویسے ہی اچھے بھی ہوتے ہیں۔ یہ ایک قاعدہ اپنی طرف سے ہرگز نہ بنانا چاہیئے بلکہ نفس کو یہ سمجھانا چاہیئے کہ اچھے بھی ضرور ہیں۔ جب شیطان کا گروہ اس قدر دنیا میں موجود ہے کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا گروہ بالکل ہی دُنیا میں موجود نہ ہو۔ خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا رہے کہ آنکھیں ملیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۹-۲۹۰)

"جس قدر انبیاء ہوئے ہیں سب اکراہ سے آگے ہوئے ہیں۔ گروہوں اور مجلسوں سے انکی طبیعت متنفر ہوتی ہے۔ انبیاء میں انقطاع اور اخلاص کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ ان کی بڑی آرزو ہوتی ہے کہ لوگ اُن کی طرف رجوع نہ کریں مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے فطرت ایسی دی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ بڑے بڑے کام کریں۔ اس لئے اُن کی عظمت جس قدر دنیا میں پھیلتی ہے وہ مکائد سے ہرگز نہیں پھیلتی بلکہ خود خدا پھیلاتا ہے۔ اُن کے مقابل کے کل مکائد پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ ان کے کام میں اعجاز اور پیشگوئیاں بے نظیر ہوتی ہیں۔ اگر معجزات نہ ہوتے تو طبائع پر بہت مشکلات پڑتے کیسی ہی طبیعت کثیف ہو مگر ان کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۰)

درخواستِ دعا

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب قریباً تین ہفتوں سے سی ایم ایچ لاہور میں داخل ہیں۔ مثانے کا اپریشن ہو گیا ہے پراسٹیٹ اور سٹون تھا وہ نکال دیئے ہیں شوگر کی وجہ سے اندمال میں تاخیر ہو رہی ہے۔ ابھی تکلیف باقی ہے۔ احباب جماعت سے کامل صحت یابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

سچّی اطاعت ادب کے بغیر ممکن نہیں ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایک اور بات جو ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اطاعت کے ساتھ ادب ضروری ہے۔ صرف اطاعت کافی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق فرمایا گیا کہ آپؐ کے سامنے آواز بھی نہ اُونچی کرو۔ وہ لوگ جو اونچی آوازیں کرتے ہیں۔ اُن کو پتہ ہی نہیں کہ ایمان کیا ہے۔ وہ اپنے ایمان کھو دیتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سچّی اطاعت ادب کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ وہ کھوکھلی رسمی اطاعت کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو ہمیشہ اطاعت کرنے والے کے لئے خطرہ بنی رہتی ہے۔ پس جب امیر مقرر کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ محبت اور ادب کا تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اگر آپ اس کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہیں۔ بظاہر اطاعت بھی کریں گے تب بھی آپ کے لئے ہمیشہ کے لئے خطرہ موجود رہے گا۔ آپ ٹھوکر کھا سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس مضمون کو اتنی وضاحت کے ساتھ کھول کر بار بار پیش فرمایا کہ ایک موقع پر فرمایا کہ دیکھو تمہارے اُوپر اگر ایک ایسا امیر بھی مقرر کیا جائے جو حبشی ہو یعنی عربوں کو اپنی قومیت پر ناز تھا اور ایک حبشی شخص کے متعلق کہ وہ آکر ان کا امیر بن جائے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے مثال کیسی عمدہ دی ہے۔ جو اُن کے لئے کراہت کا سب سے بڑا سامان رکھتی تھی۔ فرمایا حبشی اور غلام جو عربوں کے لئے غلام کی اطاعت کرنا تو ایک ناقابلِ تصوّر بات تھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور سخت اس سے تنافر پایا جاتا تھا۔ پھر ان کو اپنی سرداریوں اور عقلوں پر بڑا ناز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس کا سر منقے کے برابر ہو یعنی خشک کئے ہوئے کشمش کے دانے جتنا سر ہو۔ اتنا بے وقوف اور پاگل ہو۔ اگر ایسا امیر بھی تم پر مقرر کیا جائے تو تم پر فرض ہے کہ اس کی اطاعت کرو۔

... امامت کی رُوح اور اطاعت کی رُوح جس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خوب کھول کھول کر بیان فرما دیا اور قرآن کریم نے بھی آپ کے ان حقوق کی خوب حفاظت فرمائی ہے۔ جو باتیں مختلف وقتوں میں شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غلاموں کو بد دل کرنے کے لئے پھیلاتے رہتے تھے۔ قرآن نے ان سب کی تاریخ محفوظ کر دی ہے اور فتنہ کے ہر پہلو کو ہمیشہ کے لئے خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۴۔ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ۴۔ فروری ۱۹۹۲ء

لذّت کی کیفیت

لذّت ایک قلبی کیفیت کا نام ہے۔ نہ خاص طور پر کسی شئے کے حصول سے تعلق رکھتی ہے نہ اس کے عدم حصول سے۔ ایک شخص ایک چیز کو پا کر پھُولا نہیں سماتا اور دوُسرا اس سے دوُر ہٹ کر اور اس سے بیزاری کا اظہار کر کے مطمئن ہے اور محسوس کرتا ہے کہ اس کی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ اگر لذّت قلبی کیفیت کا نام نہ ہوتا تو ہر شخص پر کسی ایک شئے کے حصوُل کا ایک ہی نتیجہ نکلتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ ہر شخص کے دل کی کیفیت الگ ہے اور اسی کے مطابق اس کا ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کسی کو پھوُل مارو تو اسے پتھّر لگتا ہے اور کسی اور کو پتھّر مارو تو اسے پھُول محسوس ہوتا ہے۔

اس ساری بات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر انسان اپنے دل کی کیفیات کو ایک خاص رنگ میں ڈھال لے تو اسے ہر بات سے اطمینان حاصل ہوگا۔ جو بات لوگوں کے آزار کا باعث ہو گی وہ اسے راحت پہنچا رہی ہوگی۔ البتہ کیفیت کی اس تبدیلی کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ انسان اشیاء کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرے۔ جوُں جوُں اس کی آگاہی بڑھے گی توُں توُں اس کی کیفیت بھی نکھر جاتی ہے۔

عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی لذّت دنیا کے مال و دولت کے حصول میں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دائیں بائیں یہی چکّر چل رہا ہے؛ ہر شخص بھاگ دَوڑ رہا ہے۔ شب و روز اسی کوشش میں ہے کہ اسے دنیا مل جائے۔ دنیا کا مال و متاع مل جائے۔ یہ سب دل کچھ اس طرح ڈھلے ہوئے ہیں کہ اس تگ و دَو میں مصروف رہنے کو لذّت کا نام دیتے ہیں۔
لیکن حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے۔ مگر اس کی لذّت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ یہی وہ قبولیت ہے جس کے لئے دنیا دار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں۔"

اس میں کیا شک ہے کہ اگرچہ دنیادار دنیا کے حصول میں لذّت محسوس کرتا ہے مگر خدا کا مقرب تو دنیا چھوڑنے میں لذّت محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم خدا کے لئے دنیا کو چھوڑنے میں لذّت محسوس کریں۔

وہ سنگ بدست آئیں تو پتھّر بھی بنیں پھُول
چہروں پہ نکھار آتا ہے پڑتی ہے اگر دھُول
یہ فضلِ الٰہی کا ہے ادنیٰ سا کرشمہ
رُک جاؤ اسی بات پہ، باتوں کو نہ دو طُول

ابوالاقبال

جہانِ ماہ و ستارہ یہ کائنات شہود
اُسی کے حُکم کی تابع ہے اِس کی بود و نبود

ترا ستارہ نہیں دَورِ چرخ کا پابند
ہزار بار فروتر ہے تجھ سے چرخِ کبود

ترے وجود کا پَرتو، تری ہی ذات کا عکس
بہارِ حُسنِ چمن، پھُول، تتلیوں کا ورود

ترے سفر کی گزرگاہ عَالمِ فردا
ترے سفر کی گزرگاہ جنّتِ موعُود

ترے سفر کے خطِ بے کنار کے اندر
بہت مہین سا نُقطہ ہے عالمِ موجود

ملے تھے زندگی کی جن مسافتوں میں ہم
وہ کیا تھا خواب کا عالم کہ عالمِ نابود؟

وفورِ نُور سے کچھ بھی نظر نہیں آتا
رہا نہ فاصلہ مابینِ عابد و معبود

یہ رقص گاہ یہ کیفے یہ قمقمے اعجازؔ
کسی کو یاد نہیں داستانِ عاد و ثمود!

سعید احمد اعجازؔ

نیّت کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اس مضمون کو بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے گہرے اور لمبے تجربے کی روشنی میں بیان فرمایا ہے اس لئے یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست لیکن جب تک آخری نتیجہ نہ نکلے، کوئی شخص نہ مطمئن ہو سکتا ہے نہ اسے مطمئن ہونے کا کوئی حق حاصل ہے جب تک وہ خدا سے اس کے پیار کی علامتیں نہ حاصل کرے اور یہ علامتیں وہ خود بیان کر کے اپنے ڈھنڈورے نہیں پیٹا کرتا لیکن دن بدن اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پیار کے جلوے نازل ہوتے ہیں اور اس کی کیفیت بدلنے لگتی ہے۔ پھر لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ پھر خدا اس کو بعض دفعہ ظاہر کرتا ہے اور بعض دفعہ نہیں کرتا۔ اور دونوں صورتوں میں خدا کے ایسے بندے جو (اللہ کی طرف جھکنے والے) ہوں وہ کلیۃً مطمئن رہتے ہیں بلکہ بعض دفعہ نہ ظاہر کرنے کی صورت میں زیادہ مطمئن ہوتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر ـــــ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

دینِ حق رسم و رواج کا سخت مخالف ہے کیونکہ بہت سی رسوم بھی بدی کا ایک راستہ بن جاتی ہیں۔ بہت سی بدیاں انسان اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ رسوم میں جکڑا ہوا ہوتا ہے مثلاً اس کے پاس روپیہ کافی نہیں ہوتا اور ملک کی رسم چاہتی ہے کہ خاص قسم کا لباس پہنے وہ اس رسم کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ناجائز ذرائع سے روپیہ کماتا ہے۔ اس لئے دینِ حق رسموں سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ ایک بوجھ ہیں جن کو قومی خوف کی وجہ سے انسان اٹھاتا ہے ورنہ وہ بوجھ طاقت سے بڑھ کر ہوتے ہیں کیونکہ ان میں غریب اور امیر مقروض اور آزاد کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ اور لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی خیالی عزت کی حفاظت اور اپنے ہمعصر لوگوں میں ذلیل ہونے سے بچنے کی غرض سے گناہ اور بدی میں مبتلا ہوں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی ایک غرض یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ تا آپ کے ذریعہ لوگوں کو رسوم کے پھندے سے نکالا جائے۔ چنانچہ فرمایا (اعراف ع۱۹) یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص طور پر ان لوگوں کو ملیگی جو کامل طور پر اس موعود رسول کی اطاعت کریں گے۔ جس کی بعثت کی بشارات کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ رسول وقت پر مبعوث ہو کر انہیں نیک کاموں کی تلقین کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتا ہے اور وہ ان سے سخت حکموں کے بوجھوں کو اور رسومات کے پھندوں کو جو ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے تھے دُور کرتا ہے۔

چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ایک غرض رسم و رواج کو مٹانا تھا۔ اس لئے (دینِ حق) نے صرف رسوم کی مخالفت ہی نہیں کی بلکہ ان کو مختلف دلائل کے ذریعہ سے جڑ سے اکھیڑنے کی پوری کوشش کی ہے چنانچہ اس نقطۂ نظر کے ماتحت رسم و رواج کے پیچھے چلنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ (مائدہ ع۱۴) یعنی جب لوگوں کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ اس شریعت کی پیروی کرو۔ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔ تو اس کے جواب میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ جن رسوم و عادات پر ہم نے اپنے باپ دادا کو چلتے ہوئے پایا وہی طریق ہمارے لئے کافی ہے۔ کیا اپنے باپ دادا کی تقلید کا دعویٰ کرنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ ہو سکتا ہے کہ ان رسوم کے ترویج دینے والے نہ تو کوئی ذاتی علم رکھتے ہوں جس کی بناء پر انہوں نے ان رسوم کو چلایا اور نہ انہیں خدا کی طرف سے کوئی ہدایت ملی ہو کہ وہ ان رسوم کو رائج کریں۔ بلکہ ان کی جاری کردہ رسوم سراسر جہالت پر مبنی ہوں تو کیا یہ لوگ پھر بھی لکیر کے فقیر بنے رہینگے گویا (دینِ حق) رسم و رواج کی تقلید کرنے کو جہالت قرار دیتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ ہر کام کی بنیاد واقعات۔ حقائق اور بیّنات و شواہد پر ہونی چاہیئے جیسے فرمایا۔ اے ہمارے رسول اعلان کر دو کہ (یوسف ع۱۲) میرے اور میرے متبعین کے عقائد کی بنیاد رسم و رواج پر نہیں بلکہ ہماری بنیاد حقائق و شواہد اور بیّنات پر ہے۔ کیونکہ کامیابی رسم و رواج پر چل کر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدہ ہدایت ہی کامیابیوں کے راستے کھولتی ہے۔ پس دینِ حق رسم و رواج کو مٹاتا اور اس کی سخت مخالفت کرتا ہے اور رسم و رواج پر چلنے والوں اور اس کی ترویج کرنے والوں کو جاہل قرار دیتا ہے اور اس کے مقابل پر خدائی ہدایت پر چلنے کی دعوت دیتا ہے کیونکہ حقیقی اطاعت کا مادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایت سے ہی پیدا ہو سکتا ہے اور رسم و رواج کی پیروی جبر و اکراہ سے ہوتی ہے نہ کہ بشاشتِ قلب سے۔

(۲) پھر ایک حقیقی موحد مشرکوں کے معبودوں کی اطاعت کو کیسے سکتا ہے جبکہ ان کی طرف منسوب ہونے والے خیالات وہموں کا مجموعہ ہیں۔ بتوں کے متعلق یہ خیالات کہ اگر ان کی عبادت نہ کی گئی تو نقصان پہنچائیں گے سوائے اوہام کے اور کیا قرار دیئے جا سکتے ہیں اور ایسے ہی اوہام کی بناء پر لوگ ان بتوں کے سامنے اپنی اولاد کی قربانی دے دیتے ہیں حالانکہ بت ان کے اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے ہوتے ہیں۔ پر وہ اس حقیقت کو سمجھتے نہیں۔

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب جو جماعت احمدیہ کے پہلے امام تھے اور ایک عرصہ تک مہاراجہ کشمیر کے طبیب خاص بھی رہے ان کو ایک دن مہاراجہ کشمیر نے کہا کہ آپ اور کچھ نہیں کرتے تو کالی دیوی کی پوجا تو ضرور کر لیا کریں کیونکہ وہ بڑی سخت ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ اول فرمانے لگے۔ مہاراج یہ دیوی ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد مہاراجہ خود ہی کہنے لگا کہ ہاں مولوی صاحب بات میری سمجھ میں آگئی۔ جو شخص میری حکومت میں نہیں رہتا میں اس کو کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ اسی طرح چونکہ آپ کالی دیوی کی حکومت تسلیم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو اس کی حکومت سے باہر قرار دیتے ہیں اس لئے وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

غرض بتوں کی طرف منسوب ہونے والی باتیں محض توہم پرستی کا نتیجہ ہوتی ہیں اور ایک غور و فکر کرنے والا انسان توہم پرستی کا شکار نہیں بن سکتا۔

چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی اور مسلمانوں کی سخت مخالف تھی۔ حتیٰ کہ اس نے اپنی مخالفت کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ کچا چبایا تھا دوسری عورتوں کے جھنڈ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور بغیر اپنا نام بتانے کے بیعت کر لی۔ چونکہ وہ ایک دلیر عورت تھی اس لئے بیعت کے وقت خاموش نہ رہ سکی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ اے عورتو! اقرار کرو کہ ہم شرک نہ کریں گی تو ہندہ بے ساختہ بول اٹھی کہ جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ بتوں کی کچھ طاقت نہیں۔ آپ کو خدا نے کامیابی و کامرانی دی اور ہم ذلیل ہوئے تو اب اس کے بعد ہم کس طرح شرک کر سکتی ہیں۔

پس بتوں کی طرف منسوب ہونے والی تعلیم محض وہم ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ انعام ع۱۷ میں تفصیل کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرکوں میں بعض باتیں محض اوہام کی بناء پر رائج تھیں۔ مثلاً یہ کہ اس اس قسم کے جانور فلاں قسم کے لوگ کھا سکتے ہیں اور فلاں قسم کے لوگ ان جانوروں کو نہیں کھا سکتے۔ جن لوگوں کو منع کیا گیا ہے اگر وہ ان جانوروں کو کھائیں گے تو ان کو نقصان پہنچے گا۔ اسی طرح بعض سواری کے جانوروں کو وہ محض اوہام کی بناء پر چھوڑ دیتے اور کہتے تھے کہ فلاں فلاں جانوروں پر سواری نہیں کرنی چاہیئے اور جن جانوروں کو مشرک لوگ بتوں کا چڑھاوا قرار دے کر ان سے کام لینا حرام قرار دے دیتے تھے۔ ان میں سے بعض دفعہ نر کو اور بعض دفعہ مادہ کو اور بعض دفعہ جو بچہ ان کے پیٹوں میں ہوتا اسے مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام قرار دے دیتے اور یہ سب کچھ وہم کا نتیجہ تھا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ ان کے پاس اس کی کوئی عقلی دلیل نہ تھی۔

قرآن کریم ان کی رسوم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے (انعام ع۱۷)، یعنی اللہ تعالیٰ نے آٹھ جوڑوں کو پیدا کیا ہے۔ دُنبہ میں سے دو کو اور بکرے میں سے دو کو (یعنی نر و مادہ کو)، تو ان سے کہہ کہ کیا اس نے دو نروں کو حرام کیا ہے۔ یا دو مادیوں کو یا اس چیز کو جو مادیوں کے رحموں میں پائی جاتی ہے۔ اگر تم سچے ہو۔ تو مجھے کسی علم کی بناء پر یہ بات بتاؤ اور اس نے اونٹ میں سے دو کو اور گائے میں سے دو کو پیدا کیا ہے (یعنی نر و مادہ کو) تو ان سے کہہ کہ کیا اس نے دو نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کو یا اس چیز کو جو مادیوں کے رحموں میں پائی جاتی ہے۔ کیا تم اس وقت جب تمہیں اللہ نے اس امر کا حکم دیا تھا موجود تھے؟ اگر نہیں تو پھر اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو جان بوجھ کر اللہ پر اس لئے جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو علمی دلیل کے بغیر گمراہ کر دے۔ اللہ ظالم لوگوں کو یقیناً راہ نہیں دکھاتا۔

ان آیات میں قرآن کریم نے مشرکوں کی جاری کردہ رسوم کو جو بتوں کے نام پر کی جاتی تھیں۔ صرف وہموں کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات صرف عرب کے ساتھ مخصوص نہیں تھی۔ کہ وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں توہم پرستی تھی بلکہ اور ملکوں میں اب بھی ایسی رسومات پائی جاتی ہیں جو محض وہم کی بناء پر ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے ایسی تمام باتوں کی سختی سے مخالفت کی ہے کیونکہ اس کا پیش کردہ اصل یہ ہے کہ ہر بات حکمت کی بناء پر ہونی چاہیئے تا کہ اس پر عمل کرتے ہوئے دل میں بشاشت پیدا ہو اور اوہام کی باتوں کی اطاعت اکراہ اور جبر سے ہوتی ہے نہ کہ بشاشت سے۔

(۳) پھر مشرکین کے عقائد کے خلاف دینِ حق یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہماری زندگی صرف اس دنیا کی نہیں بلکہ مرنے کے بعد ایک غیر منقطع زندگی ملے گی۔ اور موت درحقیقت اس دنیا سے اگلی دنیا میں نقل مکانی کا نام ہے اور یہ دنیا مزرعۃ الآخرۃ ہے یعنی جیسے جیسے اعمال کئے ہونگے ویسا ہی بدلہ ہمیں ملے گا جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ بہرحال وہ شخص جو حیات بعد الموت کا قائل نہیں۔ اس کے اعمال محض محدود دائرہ کیلئے ہوں گے اور ان کے کرنے سے اس میں بشاشت پیدا نہ ہوگی لیکن ایک صاحب ایمان جو حیاۃ الآخرۃ کو مانتا ہے اس کے اعمال قربانی پر منحصر ہوں گے اور اس کے اندر بشاشت ہوگی۔ پس حیاۃ بعد الموت کا عقیدہ صاحب ایمان کو بشاشت سے اعمال بجالانے کے لئے ایک خاص تقویت بخشتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے اس عقیدہ کو بار بار پیش کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (توبہ ع۹) یعنی مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کو ایسی جنات عطا کی جائیں گی جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اور بہترین رہنے کی جگہیں انہیں دی جائیں گی اور یہ باغات اور نہریں ہمیشہ کے لئے ہوں گی نہ کہ عارضی۔ پس دینِ حق اس نظریہ کو پیش کرتا ہے کہ صرف اس دنیا کی زندگی نہیں بلکہ مرنے کے بعد ایک اور زندگی ملے گی اور اصل زندگی وہی ہے اور یہ کہ اس کے لئے اس دنیا میں اعمال بجالانے

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ محمد احمد صاحب مظہر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت بانیٔ سلسلہ نے اپنی جماعت کو جن ہدایات پر کاربند ہونے کے لئے فرمایا ہے۔ وہ ہدایات زیرِ عنوان "ہماری تعلیم" درج ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی زندگی اس تعلیم کا عملی نمونہ تھا۔

آپ کے اندر علم اور عمل کے کمالات تھے۔ عفو و درگزر۔ رفق و مدارات۔ تحمل اور برداشت، زہد و تعبد اپنوں اور بیگانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی، شجاعت اور انتظامی قابلیت۔ مہمات امور میں اور مشکل حالات میں ہمیشہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے۔ جاں بکف اور سینہ سپر ہو جانا۔ یہ وہ اخلاقِ عالیہ تھے جن کو ایک دنیا نے مشاہدہ کیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ان اخلاقِ کریمہ کی وجہ سے آپ ایک ایسے انسان تھے جو احسن التقویم کا زندہ نمونہ تھے۔

انہی اوصاف اور کمالات کی وجہ سے آپ حضرت فضلِ عمر کے معتمد علیہ رفیق اور دستِ راست تھے۔ اور جیسا کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت ہے۔ ہماری جماعت کو کئی مشکل مرحلوں اور ابتلاؤں سے گزرنا پڑا ہے۔ ایسے موقعوں پر خاکسار نے آپ کے اندر ایک عجیب شجاعت اور توکل علی اللہ کی روح دیکھی مشکلات اور مصائب کے اندر آپ کے علمی اور عملی جوہر اور زیادہ روشن ہو جاتے تھے اور جس مجلس میں آپ موجود ہوں آپ کے رفقائے کار کو یقین اور اطمینان ہوتا تھا کہ پیش آمدہ مشکل پر (اللہ نے چاہا تو) قابو پا لیا جائے گا۔ آپ کی سیرت کا یہ ایک مستقل باب ہے اور کثیر واقعات اس کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

آپ قرآن و حدیث کے متبحر عالم تھے اور زبان عربی، انگریزی اور اردو پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ تحریر ہو یا تقریر، کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ جو رکیک یا دلآزار ہو اور میانہ روی کے خلاف ہو۔ آپ کی تحریر گویا ایک قانونی مسودہ ہوتی تھی۔ جس کا ہر لفظ جچا تلا اور برمحل ہوتا تھا۔ یہ احتیاط نہ صرف تصانیف کے اندر پائی جاتی تھی۔ بلکہ روزمرہ کتابت میں بھی مدِ نظر رہتی تھی۔ خطوں میں بھی کوئی لفظ ایسا نہ ہوتا تھا۔ جس میں مخاطب کے جذبات اور نفسیات کا لحاظ نہ رکھا گیا" کیونکہ آپ کو یہ عرفان حاصل تھا کہ انسان کی فطرت معززنہ واقع ہوئی ہے اور کسی تحقیر کو برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ کے مخاطب دوست بھی ہوتے تھے اور دشمن بھی۔ لیکن آپ ہمیشہ اپنی تحریر میں نرمی اور میانہ روی اختیار کرتے تھے۔ ایسی نرمی جو دلوں کو موہ لیتی ہے اور بیگانوں کو اپنا بنا لیتی ہے۔

آپ کی تصانیف سے عیاں ہے کہ آپ بہت بڑے تاریخ دان، قلم کے بادشاہ، زبان کے استاد، تحقیق مسائل میں دور رس نظر رکھنے والے، محنت اور کاوش کے عادی تھے اور آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی۔ کہ مضمون تشنہ اور نامکمل نہ رہے۔ یہ وہ خوبی ہے جو ہمارے اہلِ قلم اصحاب کیلئے ایک اسوہ ہے۔

آپ کا خط بہت پاکیزہ تھا۔ مالیقری لکھتے اور سطروں میں زیادہ فاصلہ ڈالتے۔ تاکہ پڑھنے والے کی نگاہ پر بار نہ ہو۔ اسلوب تحریر۔ ماقلّ و دلّ اور اطناب سے بَری۔

قانونِ ملکی سے آپ واقف تھے۔ اور بہت سے موقعوں پر خاکسار نے آپ کو قانونی نکات بیان کرتے دیکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی جماعت کے رہنما مصنف یا مدبر ہوں۔ انہیں ایک حد تک ملکی قانون سے واقفیت رکھنا بھی ضروری ہے۔

تقسیم ملک سے پہلے آپ کی دور اندیش نظر نے آنے والے واقعات کا اندازہ لگایا اور اسکے متعلق سبق آموز مضامین لکھے۔ بعد میں آنے والے واقعات نے آپ کی فراست کی تصدیق کی۔

قادیان سے نقل مکانی ایک بڑا دشوار گزار مرحلہ تھا۔ آپ کی حوصلہ مندی اور حسنِ انتظام سے آپ کے ساتھی بھی اثر پذیر ہوئے اور سب نے مل کر تنظیم اور تعاون کے ساتھ یہ کٹھن منزل اس عمدگی سے طے کی کہ تمام اہل قادیان صحیح سلامت اور عزت کے ساتھ پاکستان پہنچ گئے۔ حضرت فضلِ عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے کے حکم کے ماتحت آپ کو بھی قادیان سے لاہور آنا پڑا۔ لیکن اہل قادیان کے لئے آپ نے مشکلات کو آسان کر دیا تھا۔ حسنِ تدبیر سے حسنِ انتظام سے اور دعاؤں سے۔

قادیان کے درویشوں کی خدمت ایک بہت ہی مشکل اور پیچیدہ معاملہ تھا اور ہے۔ اس کی تفاصیل بیان کرنے کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ قادیان کے ہر درویش کے حالات کو نگاہ میں رکھنا اس کے رشتہ داروں اور متعلقین کی مشکلات کو دور کرنا۔ ہر درویش کے لئے آرام آسائش بہم پہنچانا۔ بیماروں کی تیمارداری۔ ناداروں کی حاجت روائی۔ کوئی تنازعات یا مقدمات پیدا ہوں تو ان کو نپٹانا۔ حکومتوں سے ربط و ضبط رکھنا۔ جلسہ سالانہ پر وفود کا بھیجنا۔ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں کام تھے۔ جنہیں آپ تن تنہا سرانجام دیتے تھے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ہر کام اس قسم کا تھا جسمیں انتہائی احتیاط اور تدبر کی ضرورت تھی ہر درویش اور اسکے رشتہ دار سے آپ کو محبت تھی۔ ایسی محبت جو اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے تھے۔ خاکسار کو خدمتِ درویشاں کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ کیونکہ بہت سے قانونی امور میں ازراہ کرم آپ خاکسار سے مشورہ لیتے تھے اور اسکی قدر فرماتے تھے۔ اس قدردانی اور محبت کا خاکسار پر یہ اثر تھا۔ کہ جب بھی آپ نے کوئی کام کرنے کو فرمایا۔ تو خاکسار نے خوشی خوشی سب کاموں کو چھوڑ کر آپ کے ارشاد کی تعمیل کو اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے درویش تھے درویشوں کے سرتاج تھے تمام عمر درویشانہ زندگی گذاری اور نام و نمود سے فطرتاً نفور رہے بڑے وفادار اور دلنواز دوست تھے۔

پرانے احمدی خاندانوں کی خاص تکریم فرماتے تھے۔ آپ کی زبان پر سعدی کا یہ مصرعہ ؎

قدیمانِ خود را بیفزائے قدر

بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ کا عمل اسکے مطابق تھا۔ خاکسار نے والد صاحب کی آخری بیماری کی اطلاع دی۔ اور یہ لکھا کہ والد صاحب کی حالت نازک ہے تو آپ نے فوراً مجھے لکھا کہ آپ کا سلام والد صاحب کو پہنچا دیا جائے۔ اور والد صاحب کی وفات پر آپ نے جو دردانگیز مضمون لکھا۔ اس میں اس خوشی کا اظہار کیا کہ وفات سے پہلے والد صاحب کو سلام پہنچ گیا۔ والد صاحب کی وفات کے متعلق میں نے آپ کو تار دیا۔ اور آپ نے والد صاحب کی تدفین کا اہتمام فرمایا اور بہشتی مقبرہ قادیان کے اندر حضرت بانیٔ سلسلہ کے مزار سے جو جگہ قریب ترین میسّر ہو سکتی تھی۔ وہاں قبر کھدوانے کا بندوبست کروایا۔

خاکسار والد صاحب کا تابوت لے کر قادیان پہنچا۔ تو آپ کو اس وفات کی وجہ سے بڑا مغموم اور دردمند پایا اور نہایت رقت کی حالت میں آپ نے مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور حالات پوچھتے رہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی تدفین مقبرہ بہشتی ربوہ کے اندر ہو رہی تھی چار دیواری کے اندر خاکسار دم بخود اور مغموم حالت میں ایک طرف الگ کھڑا تھا۔ آپ نے میرے چہرے پر نظر ڈالی۔ بڑی محبت سے آگے بڑھے اور مجھے چھاتی سے لگا لیا۔ آپ کی طبیعت کے اندر بہت ضبط تھا۔ لیکن ان دونوں موقعوں پر آپ نے جو بے اختیاری اختیار کی اس کا سبب میں کیا عرض کروں۔ آہ! آہ ؎

اے محبت عجب آثار نمایاں کر دی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کر دی

دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا اور مصلحت کو کام میں لانا آپ کا ایک خاص وصف تھا۔ ایک دفعہ خاکسار نے آپ کو ایک خط لکھا اور اس میں ایک شخص کے متعلق میرے قلم سے بعض تیز الفاظ لکھے گئے۔ جو میری غلطی سمجھیں یا سہوِ قلم۔ بہر حال آپ کو وہ لفظ پسند نہ آئے یہ بھی ضروری تھا کہ مجھے ٹوکا جائے اور یہ بھی کہ میرے جذبات کا لحاظ رکھا جائے دیکھئے ان دونوں آنمل اور متضاد باتوں کو آپ نے کس خوبی سے ادا کیا۔ آپ نے مجھے لکھا "میں تو سمجھتا تھا کہ آپ کی طبیعت میں جمال ہے۔ لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جلال بھی ہے" خاکسار ان الفاظ سے شرمسار بھی ہوا اور شکر گذار بھی۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ خدا کے پاک بندے ایسے طریق پر خطا پوشی کرتے ہیں جو خطا نوازی معلوم ہوتی ہے۔ اصلاح کا یہ طریق کتنا دلنشیں، کتنا کمیاب اور کتنا دردانگیز ہے۔ آپ کے مندرجہ بالا فقرہ سے مجھے فارسی زبان کی وہ ضرب المثل عملاً سمجھ میں آگئی۔ جو کہتے ہیں۔

کجدار و مریز۔

قادیان اور درویشانِ قادیان سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ ایک دفعہ ایک آم قادیان سے ربوہ میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ نے مجھے لکھا "آج آپ کو تندرستی کی حالت میں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ورنہ میں آپ کا خط پڑھ کر ڈر گیا تھا۔ اور دعا کر رہا تھا۔ قادیان سے ایک فجری آم آیا تھا۔ جس کا ایک حصہ ایک اور مہمان کو دے دیا۔ اور باقی حصہ آپ کو بھجوا رہا ہوں

خاکسار مرزا بشیر احمد ۱۶ رجون ۵۹ء

اس طریق پر آپ اپنی محبت اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ کبھی خط میں لکھتے۔ "مجھے آپ کے ساتھ خاص محبت ہے۔ اس عاجز کے لئے ضرور دعا فرما دیں۔ دعا (ایمان والوں) کا ایک بڑا سہارا ہے" ایک حقیر خادم کے ساتھ اس قدر مروّت و مودّت آپ کے طبعی انکسار اور بلندیٔ اخلاق کی روشن دلیل ہے۔

مجلس مشاورت نے تجویز کیا کہ سلسلہ کے مختلف صیغوں میں زیادہ ربط پیدا کرنے کے لئے حضرت صاحب کی منظوری کے بعد ایک نگران بورڈ قائم ہو۔ جس کے صدر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ہوں۔ اور آپ کی رائے فیصلہ کن ہو۔ آپ کی طبیعت میں ایک بڑا پیارا رکاؤ اور حجاب تھا۔ اس اصول کے لحاظ سے کہ

منہ از بہرِ ما کرسی کہ ماموریم خدمت را ؎

لیکن جب ذمہ داری آپ کو سونپ دی جاتی تو آپ مردانہ وار کاموں کی انجام دہی میں مشغول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو جاتے اور جو کام آپ کے سپرد ہوتا اس کے ہر پہلو پر غور کرتے ۔ آنے والی مشکلات کا اندازہ لگاتے اور ایک ضابطۂ عمل مرتب فرماتے گویا منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک پٹڑی بچھا دیتے اور پھر کام کو رواں کر دیتے اور اس ضابطہ کی پابندی ضروری سمجھتے خدمت درویشاں کے سلسلہ میں بھی آپ نے ایسے مفید قواعد بنائے اور نگران بورڈ کے لئے بھی ۔ .... ایک راہ عمل تجویز فرمایا جس کے مطابق کام چلتا رہا ۔ نگران بورڈ کے اندر آپ کے ساتھ کام کرنے کا جن لوگوں کو اتفاق ہوا ہے ۔ وہ مندرجہ ذیل باتوں کے گواہ ہیں :۔

ا ۔ بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی آپ کام کو جاری رکھتے اور ہمارے یہ عرض کرنے پر کہ آپ کمزور ہیں یا آپ کو بخار ہے لمبے عرصہ تک آپ تکلیف نہ فرمائیں ۔ آپ اس بات کو قبول نہ فرماتے اور کام کو اٹھا نہ رکھتے ۔ بلکہ اُسے ختم کر کے ہی اٹھتے ۔ بیماری کی حالت میں یہ استقلال اور یہ ہمت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی ۔

(ب) حضرت فضل عمر کی اطاعت اور فرمانبرداری آپ کو بدرجۂ کمال منظور تھی ۔ اور کسی کام کے متعلق اگر حضور کی کوئی ہدایت یا اشارہ پیش کیا جاتا ۔ تو آپ من و عن اسکی تعمیل کو لازم جانتے کیونکہ آپ کو اس بات کا لمبا تجربہ تھا کہ امام کی اطاعت میں ہی برکت اور سعادت ہے خصوصاً وہ امام جسکے متعلق اللہ تعالے نے فرمایا ہے ۔ کہ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا ۔ اور مظہر الحق والعلاء کے مقام پر ہوگا ۔

(ج) اختلافِ رائے کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے اور اسکی قدر کرتے اور ایک نتیجہ برآمد فرماتے اور پھر ہر ایک رائے سے عمدہ حصہ لے کر تمام آراء کو ہموار کرتے ۔ جو ایک ایسے عسلِ مصفّٰی کا مصداق ہوتا ۔ جو مختلف پھولوں سے جمع کیا گیا ہو ۔ مال تجارت سے بڑھتا ہے اور علم بحث سے ۔ اسی طرح صحیح نتیجہ اختلافِ رائے کو ہموار کرنے اور ہر رائے میں سے اچھا حصہ لے لینے سے پیدا ہوتا ہے لیکن یہ آسان کام نہیں ہے ۔ اور مختلف آراء کو ہموار کرنے کے لئے بڑے حوصلہ اور حکمت وسیع علم اور لمبے تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے اور آپ میں یہ باتیں بدرجۂ اتم موجود تھیں ۔

(د) آپ کی محبت ۔ حکمت اور دانائی سے نفسیاتی اثرات پیدا ہوتے تھے اور آپ کے رفقائے کار کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا ، کہ آپ کے ساتھ کام کرنا اور مشقت اٹھانا ایک راحت ہے اور ایک نعمت غیر مترقبہ جو شخص اپنے طریق کار سے مشقت کو لذت درج میں تبدیل کر دے اسکے اخلاق اور ہمت کی بلندی کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے آئیں ۔ خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں کی معیت وہ کیمیا ہے ۔ جو ہر قسم کی قربانی کو مسرت اور راحت میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا آسان کام نہیں اور ایک قوتِ قدسی کو چاہتا ہے ۔

خندہ پیشانی سے ملتے ۔ خوش ہوتے اور خوش کرتے ۔ چہرہ ہمیشہ خوش رہتا اور آپ سے ملاقات کرنے والا خوش اور مطمئن ہوتا دو موقعوں کے سوا خاکسار نے آپ کو خفگی کی حالت میں نہیں دیکھا ۔ اور یہ دونوں موقعے دینی غیرت اور جماعتی نظام سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کی خفگی بالکل برمحل اور اصلاح آفرین تھی ۔ اور وضع الشئی فی محلہ کی عین مصداق تھی

خطوں کا جواب بڑی پابندی اور باقاعدگی سے دیتے تھے ۔ آپ کی ڈاک بڑی کثیر ہوتی تھی ۔ لیکن کسی شخص کو یہ شکایت پیدا نہ ہوتی تھی کہ اس کے خط کا جواب نہیں دیا گیا ۔ یا بروقت نہیں دیا گیا ۔ خط کا جواب دینا دراصل ایک بڑی نیکی ہے ۔ لیکن بعض لوگ اس نیکی کی اہمیت سے غافل ہوتے ہیں ۔ اگر کسی کے خط کا جواب نہ دیا جائے ۔ تو وہ ضرور شاکی ہوتا ہے کہ اس کی تحقیر کی گئی ہے ۔ جو محکمہ ۔ ادارہ ۔ انجمن ۔ اخبار یا ایڈیٹر خطوں کا جواب نہیں دیتا ۔ وہ رفتہ رفتہ اپنی ساکھ کھو دیتا ہے ۔ خط کا جواب نہ دینے سے بہت دفعہ اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں اور خط کا جواب بروقت ملنے سے بیگانے اپنے بن جاتے ہیں ۔ غرضیکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے خطوں کا جواب دینے کے لحاظ سے بھی ہمارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا ہے ۔

آپ بڑے صبّار و شکور تھے ۔ ایک شخص نے آپ کو بہت تنگ کرنا شروع کیا ۔ خطوں میں دھمکیاں دیں ۔ خاکسار سے آپ نے مشورہ کیا ۔ میں نے اینٹ کا جواب کم از کم اینٹ سے دینا چاہا ۔ اور جوابی مضمون لکھا ۔ لیکن میں کیا عرض کروں ۔ کہ آپ نے سختی کا جواب سختی سے دینا گوارا نہ فرمایا ۔ اور یہ کوہِ وقار اپنی جگہ سے نہ ہلا ۔ آپ کے مدِ نظر یہ بات تھی کہ بعید کو بعید تر نہ کیا جائے ۔ بلکہ قریب لانے کی کوشش کی جائے اور صبر و تحمل کو نہ چھوڑا جائے ۔ میرے لئے یہ نرمی بڑی حیران کن اور سبق آموز تھی اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی یہ تعلیم کہ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو ، تم دکھاؤ انکسار ۔

خاکسار نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے اخلاق میں عملاً اس کا مشاہدہ کیا ۔

استاذی و مخدومی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور آپ میں ایسی محبت اور یک رنگی میں نے دیکھی ۔ جو کم کہیں پائی جاتی ہے ۔ میں نے دیکھا کہ مخدومی چوہدری صاحب کے متعلق جو کام ہوتا ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب محترم چوہدری صاحب کی طرف سے اس کا ذمہ لے لیتے ۔ گویا آپ اور چوہدری صاحب کوئی دو وجود نہیں ہیں ۔

۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۳ء میں آپ کی طرف سے جو خطوط آتے ، ان میں اکثر یہ بات درج ہوتی ۔ کہ آپ کے انجام بخیر کے لئے دعا کی جائے ایسا خط پڑھ کر میرا ماتھا ٹھنکتا اور دل دھڑکتا کیونکہ حکیم کی بات حکمت سے خالی اور بلاوجہ نہیں ہوتی اس کے بعد ؏

جس وقت کا دھڑکا تھا وہ وقت آ گیا آخر

اور آپ سلسلہ کی روز افزوں ترقیات دیکھتے ہوئے جن میں خود آپ کا بھی وافر حصہ تھا ۔ کامیاب و بامراد ہو کر اپنی منزلِ مقصود پر جا پہنچے ۔

جو باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں ۔ ان سے آپ کی سیرت کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں اور اللہ نے چاہا تو رہتی دنیا تک قائم رہیں گے ۔ ایسے محبوب کی جدائی سے دل میں ہر وقت ایک درد رہے رہے گا ۔ رہنا چاہیئے ۔ تاکہ ہم آپ کے اسوہ سے فائدہ اٹھاتے رہیں ۔ اور آپ کا طرزِ عمل ہمارا نصب العین رہے اور اسی غرض کے لئے یہ چند سطور خاکسار نے ایک زخمی دل اور نمناک آنکھوں کے ساتھ سپردِ قلم کی ہیں ۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے آپ کا ایک خط نقل کر دینا بھی مناسب ہے ۔ جسمیں آپ نے اپنا ایک رویاء درج فرمایا اور یہ خط ۲ جولائی ۱۹۶۰ء کا لکھا ہوا ہے ۔

عزیزم مکرم شیخ محمد احمد صاحب

تین دن ہوئے ایک عجیب خواب دیکھا ۔ دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں ۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) کے مکان کے سامنے جو راستہ گذرتا ہے ۔ اس میں جا رہا ہوں ۔ حضرت (امام جماعت احمدیہ اوّل) کی ڈیوڑھی اور مفتی فضل الرحمن صاحب .... کی ڈیوڑھی مشترک تھی ۔ اسکے سامنے پہنچا تو اس میں دو تین معمولی سے گھوڑے بندھے ہوتے ہیں ۔ جو مستی میں آکر ایک دوسرے کو کاٹتے اور دولتی چلاتے ہیں ۔ آگے چوک کی طرف گیا تو بہت سی بھینسوں کا نظارہ دیکھا ۔ مگر انہوں نے میرے راستہ میں مزاحمت نہیں کی ۔ اور میں آگے گذر گیا ۔ اور اس گلی کی طرف گھوما ۔ جو قصر امامت اور میرے مکان کی طرف جاتی ہے ۔ تو اس گلی میں آپ کے والد صاحب .... حضرت منشی ظفر احمد صاحب نظر آئے نہایت روشن چہرہ اور بے حد بارونق رنگ سفیدی اور سرخی کی آمیزش لئے ہوئے دیکھا پاس ایک گھوڑا کمیت رنگ کا نہایت اعلیٰ چمکتا ہوا تھا ۔ اس پر حضرت منشی صاحب .... سوار ہو کر مشرق کی جانب سلام کر کے روانہ ہو گئے گویا کسی اجتماع پر آئے تھے ۔ اور اب واپس جاتے ہیں ۔ میں نے کسی انسان کا اتنا بارونق اور چمکتا ہوا شفاف چہرہ اور کسی گھوڑے کا ایسا چمکتا ہوا رنگ نہیں دیکھا ۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے یہ عشق اور محبت کا کرشمہ ہے ۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲ جولائی ۶۰ء

کئی وجوہ سے خاکسار نے اس رؤیا کو شائع کرنا مناسب سمجھا ہے ؎

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

(مضامین مظہر ص۴۷ تا ص۵۵)

آپ کا خط ملا

مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین لکھتے ہیں :

آج ۲۷ جنوری ۱۹۹۲ء کو صبح نماز فجر سے پہلے آپ کے آج والے قطعہ کا یہ شعر

؎ ہر آرزو میں تیری رضا ہو مرے خدا
تو میرے ہر عمل کی جزا ہو مرے خدا

پڑھ کر بہت لطف آیا ۔ اور دعا کا مرکز رہا ۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ کی راہنمائی میں ہمارے کئی کام بن جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء دے

مکرم محمد اسد اللہ منگلا صاحب ضلع سرگودھا لکھتے ہیں :

مجھے بڑی خوشی ہے کہ "الفضل" خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اخبار کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے ۔

خاکسار کا ماہ اپریل میں انٹرمیڈیٹ میڈیکل کا امتحان ہو رہا ہے ۔ میری اور دیگر بہن بھائیوں کی کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے ۔

بقیہ : ص۳ سے آگے

چاہئیں ۔ چنانچہ فرمایا :۔ (عنکبوت ع۷) کہ یہ دنیا تو عارضی ہے اور اصل زندگی تو بعد از موت حاصل ہو گی ۔ کاش لوگ اس بات کو جان لیں ۔

بُری صحبتوں سے نفرت رکھو

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) فرماتے ہیں :

"ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ بدکاریوں کے نزدیک بھی نہ جاؤ ، نزدیکی کبھی آنکھ سے ہوتی ہے کبھی کان سے ، کبھی زبان سے ، کبھی ہاتھ سے ، کبھی روپے سے غرض ابتداء انہی باتوں ہوتی ہے ۔ تم ان سے بچو !"

(خطباتِ نور جلد دوم ص۲۱۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

لجنہ کالم

"ایمان کے بعد اعمال کا مسئلہ ہے جس میں سے اوپر کی آیت میں دو بنیادی عملوں کو منتخب کیا گیا ہے ان میں ایک نماز ہے۔ دوسرے انفاق فی سبیل اللہ یعنی خدا کے رستے میں خرچ کرنا اور حق یہ ہے کہ یہ دو عمل حقیقتاً دین حق کی جان ہیں اور باقی سب اعمال انہی دو عملوں کی شاخیں اور انہی دو نہروں کے راجباہے ہیں۔ نماز خدا کا حق ہے جو خدا کے ساتھ بندے کا ذاتی تعلق قائم کراتا اور اس کے عظیم الشان پاور سٹیشن کے ساتھ بندے کے دل کی تاروں کے ساتھ جوڑ ملاتا اور اس کے سینہ میں ایک دائمی شمع روشن کر دیتا ہے اور دوسری طرف انفاق فی سبیل اللہ بندوں کا حق ہے جس کے ذریعے نہ صرف جماعت اور قوم کے مشترکہ کاموں یعنی دعوت الی اللہ اور تعلیم وغیرہ کا بوجھ اٹھایا جاتا ہے بلکہ امیروں کی دولت کا ایک حصہ کاٹ کر غریبوں کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر غور کیا جائے تو یہی دو باتیں یعنی نماز اور انفاق فی سبیل اللہ سارے دین حق کی تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرو۔ دل میں خدا کی محبت کی لو لگاؤ اور خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے قوم کا اور اپنے غریب بھائیوں کا حصہ نکالو۔ پھر (جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں) یعنی نیک لوگ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ صرف اپنے مال میں سے ہی خرچ کرنے کی طرف دھیان نہ رکھو بلکہ ہر وہ چیز جو تمہیں خدا کی طرف سے رزق کے طور پر ملی ہے اس میں سے خدا کا اور بندوں کا حق ادا کرو۔ اب دیکھو جس طرح مال خدا کا رزق ہے اسی طرح انسان کے قویٰ بھی خدا کا رزق ہیں۔ انسان کے اوقات بھی خدا کا رزق ہے اور انسان کا علم بھی خدا کا رزق ہے۔ پس (جو ہم نے دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں) کی ہدایت کا تقاضا ہے کہ ان تمام قسم کے رزقوں میں سے خدا کا اور اس کے بندوں کا حصہ نکالا جائے۔ مال میں سے ( ) اور صدقہ اور چندہ دیا جائے۔ دل و دماغ کی طاقتوں کے ذریعے ملک اور قوم کی خدمت کی جائے۔ وقت کا کچھ حصہ دینی اور جماعتی کاموں میں دیا جائے اور خدا کے دیئے ہوئے علم سے دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے

پس ایمان قائم کرنے کے بعد ماؤں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں میں یہ دو بنیادی نیکیاں راسخ کرنے کی کوشش کریں اور اس کا عادی بنائیں اور دوسرے بچوں میں یہ عادت پیدا کریں کہ وہ جماعتی کاموں میں حصہ لیں اور کچھ نہ کچھ رقم خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو اپنے ہاتھ سے چندہ کے طور پر دیا کریں۔ نماز پڑھتے ہوئے ان کے دل میں یہ احساس ہو اور اس احساس کا پیدا کرانا ماؤں کا کام ہے کہ ہم خدا کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں۔ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم اسے دیکھیں گے۔ اور چندہ دیتے ہوئے وہ یہ محسوس کریں کہ ہم اپنی قوم اور جماعت کا بوجھ بٹا رہے ہیں۔ اگر یہ دو ظاہری عمل اور یہ دو باطنی جذبے احمدی ماؤں کے ذریعے احمدی بچوں میں قائم ہو جائیں تو ہماری جماعت کا مستقبل روشن ہو جائے گا۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس حکم کو اپنے بالکل شروع میں بیان کیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ وہ عمل دین حق کی جان ہیں جن سے دین حق کی تربیت کا آغاز کریں۔ ہر احمدی بچہ نماز کا پابند اور اس کا شائق ہو اور ہر احمدی بچہ اپنے آپ کو اس خدائی جماعت کا فرد سمجھتے ہوئے اس کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کی تڑپ رکھے۔ یہی وہ دو زبردست کھونٹے ہیں جن کے ساتھ بندھ کر ہر بچہ کئی قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک تار خدا سے ملتی ہے جو ایک نہ ٹوٹنے والا دائمی سہارا ہے اور اس کی دوسری تار جماعت سے ملتی ہے۔ جو اس کے لئے ایک آہنی قلعہ سے کم نہیں۔

پس اے احمدی ماؤ! اے دین حق کی بیٹیو! آج سے اس بات کا عہد کرو کہ تم نے اپنے بچوں میں یہ دو نیکیاں بہر حال پیدا کرنی ہیں۔ تم نے انہیں نماز اور دعاؤں کا پابند بنانا ہے اور ان میں ایک خدائی جماعت کا فرد ہونے اور اس کے لئے وقت اور مال کی قربانی پیدا کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔

یاد رفتگان ——— میاں محمد شفیق

محترم میاں محمد شریف صاحب

؎ دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

بلاشبہ موت ایک عظیم صداقت ہے۔ جس سے مفر یا انکار کبھی ممکن نہیں ہو پایا۔ کیونکہ

؎ سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

اس عالم فانی میں آنے والوں کو آخر جانا ہی پڑتا ہے۔ کہ یہ نظام خداوندی ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ برسوں کا ساتھ اچانک چھوٹ جائے تو دل کسی صورت چین نہیں پاتا۔ اور اگر خدا کا ہاتھ ساتھ نہ ہو تو صبر ناممکن ہو جاتا ہے۔

خاکسار کے والد محترم میاں محمد شریف صاحب بھی اسی نظام خداوندی کے تحت ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء بروز منگل ۹ بجے ۸۶ برس کی عمر پاکر اس دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش ہو گئے۔

مکرم والد صاحب صوم و صلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔ مرض الموت میں بھی نماز کا خاص التزام فرماتے رہے آپ کے پوتے عظیم محمود بتاتے ہیں کہ شدت بیماری کی وجہ سے نماز کی حالت میں ہی سو جاتے۔ بیدار ہوتے تو دوبارہ نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ پھر نماز تہجد کی پابندی بھی کرتے تھے اور باقاعدگی سے رات کو اٹھ کر نوافل ادا کرتے۔ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن کریم ضرور کرتے۔ بعد ازاں حضرت بانی سلسلہ کا کلام خوش الحانی سے پڑھتے۔

نماز جمعہ کا خاص التزام فرماتے اس بارے میں آپ کے پوتے وسیم محمود بتاتے ہیں کہ "جب دادا جان صحتمند تھے تو ساڑھے بارہ بجے ہی سمن آباد سے اسلامیہ پارک بیت الذکر میں پہنچ جاتے اور پہلی صدائے توحید خود بلند کرتے۔ میں نے ایک دفعہ دریافت کیا کہ اتنی جلدی کیوں جمعہ پر جاتے ہیں۔ تو فرماتے کہ اسطرح ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ تو میں شرارتاً کہتا کہ اب تک تو آپ نے کافی اونٹ اکٹھے کر لئے ہوں گے۔

اباجی چندہ جات کی ادائیگی بروقت کیا کرتے تھے اور کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہونے دیتے۔ عزیز و اقارب سے بہت محبت سے پیش آتے آپکی ضروریات کا خیال رکھتے ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہوتے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سارے یتامیٰ کی پرورش کرنے کی سعادت بھی مرحمت فرمائی۔

آپ کی ذات کا نمایاں وصف سچ سے محبت تھا۔ ۱۹۵۳ء میں آپ کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ جھوٹ بول دیں تو بچ جائیں گے مگر آپ نے فرمایا میں جھوٹ ہرگز نہیں بولوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے آپ کو مقدمہ سے باعزت رہائی عنایت فرمائی۔ آپ کی نظر بہت عمیق تھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوب نظر رکھتے تھے۔ آپ کی اسی احتیاط پسند طبیعت کا واقعہ آپ کے پوتے وسیم محمود یوں بتاتے ہیں کہ جب دادا جان کی تیمارداری کے لئے گھر آیا تو موٹر سائیکل گھر کے اندر لانے کی بجائے بے احتیاطی سے باہر ہی کھڑی کر دی دادا جان چونکہ بیماری کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے آپ نے مجھے اشارے سے قریب بلایا اور اشارۃً دریافت فرمانے لگے کہ موٹر سائیکل باہر کیوں کھڑی کی ہے۔ پھر آپ کے ایک اور پوتے عظیم محمود اسی ضمن میں بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے کزن کے ساتھ گرمی میں باہر چلا گیا تو مجھے بلا کر ڈانٹا کہ گرمی میں باہر کیوں گئے تھے پھر فرمانے لگے کہ کم گرمی میں یا شام ڈھلے باہر نکلا کرو۔

آپ نے بہت مہمان نواز طبیعت پائی تھی۔ اور اکرام ضیف کا خاص خیال رکھتے تھے۔ رشتہ داروں سے آپ کا مثالی حسن سلوک تھا۔ جس کے سب رشتہ دار قائل ہیں چھوٹے بچوں سے خاص محبت تھی۔ بچوں سے ملتے وقت ان کو گدگداتے اور مذاق کرتے۔ یوں ہر بچہ یہ خیال کرتا کہ میں اپنے کسی ہم عمر سے کھیل رہا ہوں۔

آپ کا حسن سلوک اپنوں کے علاوہ غیروں سے بھی مثالی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اباجی کے ایک ماتحت نے آپ کے ساتھ سر عام بدتمیزی کی آپ افسر ہونے کے ناطے اس کیخلاف کارروائی کر سکتے تھے مگر آپ نے فرمایا میں بدلہ نہیں لوں گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

باقی اسی صفحہ کے کالم ۲ پر

بقیہ اسی صفحہ کے کالم ۴ سے آگے

وہ شخص آئندہ مخالفت سے باز آ گیا

یہ چند واقعات اسلئے بیان کئے ہیں کہ دوستوں کو دعا کی تحریک ہو اور آپ کا نیک تذکرہ زندہ رہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے والد محترم کو جنت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۳۲۴ میں رضیہ اختر زوجہ چوہدری بشارت احمد صاحب قوم جٹ گھمن پیشہ ریٹائرڈ ٹیچر عمر ۵۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ کرم بخش P.5 خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۱-۱۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) سونا وزنی ۷ تولہ ۔ (۲) حق مہر وصول شدہ ۔/۵۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۔/۱۴۷ روپے ماہوار بصورت سرکاری پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کردں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ۔ رضیہ اختر زوجہ بشارت احمد ساکن کوٹ کرم بخش P.5 خاص ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمود احمد اشرف مربی سلسلہ ۔ گواہ شد نمبر۲۔ بشارت احمد صدر جماعت کوٹ کرم بخش۔

مسل نمبر ۲۸۳۲۵ میں غلام نبی چیمہ ولد سردار خان قوم چیمہ جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۱۱۴ مُراد ضلع بہاولنگر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۰-۱۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین ۹ ایکڑ تین کنال واقع چک ۱۴۱ مراد ضلع بہاول نگر مالیتی ۸۰۰۰۰/- روپے۔ (۲) مکان برقبہ ۱۱ مرلہ واقع چک ۱۴۱ مراد ضلع بہاول نگر مالیتی ۶۰۰۰۰/- روپے۔ (۳) ٹریکٹر فورڈ مالیتی ایک لاکھ روپے میرا حصہ ۱/۲ ہے۔ ۵۰۰۰۰/- روپے۔ (۴) ایک راس بھینس مالیتی ۸۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ غلام نبی چیمہ چک ۱۱۴ مراد P.5 خاص ضلع بہاول نگر۔ گواہ شد نمبر۱۔ غلام رسول چیمہ وصیت نمبر ۱۰۸۴۴ گواہ شد نمبر۲۔ احسان اللہ چیمہ ولد غلام رسول چیمہ چک نمبر ۱۴۱ مراد۔

مسل نمبر ۲۸۳۲۶ میں راشد نعیم ولد کرم الٰہی صاحب قوم ارائیں پیشہ طالب علم عمر ۲۰ ۱/۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۶۶/۷ لطیف آباد نمبر ۶ ضلع حیدر آباد۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۱۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کردں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ راشد نعیم ۱۶۶/۷ لطیف آباد نمبر ۶ ضلع حیدر آباد۔ گواہ شد نمبر۱۔ میر عبدالرشید تبسم وصیت نمبر ۱۴۱۷۷۔ گواہ شد نمبر۲۔ منصور احمد وصیت نمبر ۱۹۴۹۵۔

مسل نمبر ۲۸۳۲۷ میں زاہد محمود ولد ملک نصیر احمد صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۴۶ شمالی ضلع سرگودھا حال کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۰-۲۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ زاہد محمود کے پی ٹی فلیٹ GK61 نزد کے پی ٹی کیماڑی کراچی نمبر۷۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد ابراہیم وصیت نمبر ۸۳۵۳۔

مسل نمبر ۲۸۳۲۸ میں شاہد احمد مقصود ولد ناصر احمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۳/۴ ماڈل کالونی کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۱۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کردں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ شاہد احمد مقصود ولد ناصر احمد ۱۳/۴ ماڈل کالونی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری عبدالمالک خان وصیت نمبر ۱۷۲۱۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ سید منیر احمد وصیت نمبر ۲۶۴۵۴۔

مسل نمبر ۲۸۳۲۹ میں عبدالمطلب ولد محمد UJANG پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۸۲ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۸-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) مکان برقبہ ۶۰ مربع میٹر مالیتی ۱۵،۵۰۰،۰۰۰ روپے۔ (۲) زمین برقبہ ۳۰۰ مربع میٹر مالیتی ۱،۰۰۰،۰۰۰ روپے۔ (۳) فرنیچر مالیتی ۵۸۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۷۷،۰۰۰/ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالمطلب ولد محمد UJANG انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱ OTTO SULAIMAN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ AGUS DARTA ADISUDARMA انڈونیشیا۔

حق کو چھپایا نہ کرو

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) فرماتے ہیں:

"اللہ فرماتا ہے ہمارے فضلوں کو یاد کرو اور میرے عہدوں کو پورا کرو۔ میں بھی اپنے عہد پورے کروں گا۔ کبھی ملونی کی بات نہ کیا کرو اور گول مول باتیں کرنا ٹھیک نہیں۔ حق کو چھپایا نہ کرو بحالیکہ تم جانتے ہو۔"

(خطبات نور جلد دوم صفحہ ۲۶۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ حکومت پاکستان نے یکم جنوری سے بجلی کے نرخ بڑھا دیئے ہیں تمام بلوں پر اڑھائی فیصد سرچارج وصول کیا جائے گا نیا سرچارج بین الاقوامی اداروں کے دباؤ پر لگایا گیا ہے۔ یہ مالیاتی ادارے اپنے قرضوں اور ان پر لگائے گئے سود کی آسانی سے واپسی چاہتے ہیں۔ تنخواہ دار اور کم آمدنی والے لوگوں کی طرف سے اس فیصلے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے عوام کو بھوکوں مارنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

○ حکومت نے ریلوے کے کرائے بڑھانے اور ۳۰ ہزار ملازمین کو فارغ کرنے کی عالمی بنک کی شرائط مسترد کر دی ہیں۔ وزیر ریلوے نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اگر ریلوے کو موٹروے پر خرچ ہونے والی نصف رقم بھی مل جائے تو ریلوے کو مثالی بنایا جا سکتا ہے۔

○ پنجاب پبلک سروس کی سالانہ رپورٹ میں اعتراف کیا گیا ہے کہ عبوری تقرریوں کا تجربہ ناکام رہا ہے۔ اس کے علاوہ کوٹہ سسٹم اور معیار تعلیم میں تفاوت کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔

○ سابق وزیر داخلہ مسٹر زاہد سرفراز نے کہا ہے کہ نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو میں کسی وقت بھی سمجھوتہ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا کہ غیر ملکی طاقتیں صدر کو ہٹانے کے لئے نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو کو ایک پلیٹ فارم پر لا رہی ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم پر یہودیوں سے دوستی کا الزام لگانے والے اب اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کر رہے ہیں اب ان کو ہر حال میں جانا ہوگا۔ یہ ان کا اصلی چہرہ ہے۔

○ امریکہ میں پاکستانی سفیر سیدہ عابدہ حسین کے اس انٹرویو کی تفاصیل وزارت خارجہ نے طلب کر لی ہیں۔ جس میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کا اشارہ دیا گیا ہے۔ ادھر سیدہ عابدہ حسین نے کہا ہے کہ میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتی مجھ سے غلط بات منسوب کی گئی ہے۔

○ آئی جی پولیس سندھ نے اس الزام کو دوہرایا ہے کہ الذوالفقار کے دہشت گرد سرکاری ملازمین کے روپ میں حکومت کی مشینری میں شامل ہیں انہوں نے کہا کہ ڈاکوؤں کے خاتمے کے لئے سندھ میں جنگل پولیس فورس قائم کی جا رہی ہے۔

○ وفاقی وزیر اعجاز الحق نے افغانستان میں سیاسی حل کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ اے این پی شروع ہی سے مجاہدین کے خلاف تھی اگر وہ دباؤ ڈالتی ہے تو سوچنا پڑے گا کہ اسے ساتھ لے کر حکومت میں چلا جائے یا نہ۔

○ پیپلز پارٹی کے لیڈر میجر جنرل نصیر اللہ خان بابر نے کہا ہے کہ ماضی میں جب پیپلز پارٹی نے افغان مسئلہ کا سیاسی حل چاہا تھا تو غلام اسحق خان اور سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل اسلم بیگ ہی اس بارے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے آج وہ کس منہ سے سیاسی حل کی بات کر رہے ہیں۔

○ شکر گڑھ کے قریب لاہور آنے والی ٹرین کو حادثہ پیش آنے سے ۱۴ مسافر زخمی ہو گئے۔ دو ڈبے پٹڑی سے اتر جانے سے مسافروں میں بھگدڑ مچ گئی۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے ۱۹۷۵ء میں قتل ہونے والے ایک مقدمہ کی ۱۹۸۵ء میں فوجی عدالت کی طرف سے قتل اور عمر قید کی سزائیں منسوخ کر دی ہیں اور مقدمہ عام عدالت میں چلانے کی ہدایت کی ہے۔

○ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خان سینیٹر منتخب ہو گئے ہیں

○ وفاقی وزیر مواصلات نے کہا ہے کہ وزیر اعظم اور ان کے خاندان کا موٹر وے کے معاہدے سے کوئی مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

○ راجہ جنگ میں بلدیاتی ادارے کی سربراہی کا الیکشن جیتنے کے بعد ایم این اے اور ایم پی اے کے حامی ایک دوسرے کے خلاف تین گھنٹہ تک گولیاں چلاتے رہے جس سے ایک شخص ہلاک اور دو شدید زخمی ہوئے۔

○ پاکستان اور قازقستان کے درمیان فوری طور پر سفارتی تعلقات قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ باہمی تعاون کے پانچ معاہدوں پر اتفاق رائے ہو گیا ہے صدر نور سلطان ۲۵ فروری کو پاکستان کا دورہ کریں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ فلسطینی رہنما جارج حباش کے فرانس آنے اور پھر الجزائر روانہ کرنے کے قصے میں فرانس میں جو سیاسی طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے اس میں اب تک فرانس کے ۵ اعلیٰ حکام استعفٰے دے چکے ہیں اور اب سفارتی مشیر نے بھی استعفٰے دے دیا ہے۔ فرانس کی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ جارج حباش کو حراست میں رکھنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

○ سابق روس کے علاقے تاتارستان کے تاتاریوں نے اپنے ملک کی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ ۴۰۰ سال قبل اس علاقے کو فتح کر کے روس نے اپنے اندر شامل کر لیا تھا۔

○ کویت میں اس سال اکتوبر میں عام انتخابات ہوں گے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج نے ایک ہفتے کے دوران ۵۰ افراد کو شہید کر دیا ہے۔

○ ترکی میں شدید برفانی طوفان آنے اور برفانی تودے گرنے سے ۱۰۷ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ جبکہ ایک گاؤں کے ۲۶۰ افراد زندہ دفن ہو گئے۔ شدید برفانی ہواؤں اور جھکڑ کی وجہ سے امدادی طیارے بھی سامان لے کر نہیں پہنچ سکے۔

○ یونان اور ترکی میں قبرص کا مسئلہ حل کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

○ بھارت ہیروئن کی عالمی منڈی میں نمبر ایک پر آ گیا ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں اس کی تھوک منڈیاں بن گئی ہیں۔

○ بھارتی پنجاب میں اکالی دل کے سینکڑوں رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ روس نے اعلان کیا ہے کہ وہ دو بالٹک ریاستوں لتھوانیا اور لٹویا سے جلد ہی اپنی فوجیں واپس بلائے گا۔

○ الجزائر کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ الجزائر میں بے چینی کا تعلق اسلام سے نہیں سماجی مسائل سے ہے۔

○ سینیگال میں رہائش پذیر ۳۰ ہزار لبنانیوں کی وطن واپسی کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔

اعلان تعطیل

مورخہ ۵ فروری ۱۹۹۲ء کو دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی۔ لہذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرما لیں۔

مینیجر
روزنامہ الفضل ربوہ

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۱۶ روپے۔ بڑی شیشی ۴۸ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
مکمل کورس ۱۵۰/- روپے
زدجام عشق خاص
چار صد اسی (۴۸۰) روپے
ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۳۴

قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
○ بے اولاد ○ نرینہ اولاد سے محروم ○ اٹھرا ○ بچوں کا سوکھا پن
مرکز گوجرانوالہ فون ۴۲۸۴۴ / ۶۴۴۹۷ ، ۳۱۰۱
مرکز ربوہ فون ۹۰۶-۵۲۴-۰۴ ○ لاہور
اسلام آباد۔ قلعہ کالروالا۔ ملتان۔ کراچی